

مغربی تہذیب کا بحران

جناب ریاض الحسن نوری صاحب

(دسمبر ۱۹۷۹ء میں شائع شدہ قسط سے آگے)

شراب اور ٹیکس | مغربی دنیا میں ٹیکسوں کی بھرمار ہے مگر حکومتیں عوام کی بھلائی پر بھی خرچ کرتی ہیں، مگر ٹیکس کی زیادہ رقم برائیوں یا ان کے اثرات پر ہی خرچ ہوتی ہے۔ شراب پر جو رقم فرانس کی حکومت ڈیوٹی کے طور پر وصول کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ رقم عادی شرابیوں (alcoholics) اور ان کے بچوں کی دیکھ بھال پر خرچ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ٹیکس کی رقم بیوروکریسی کے ٹھاٹ باٹھ اور ان کی کرسیاں مضبوط کرتی ہیں۔

بے گناہوں کو زندہ جلانا | قرون وسطیٰ کے بعد اور جدید دور کے شروع ہونے سے پہلے یورپ میں لاکھوں عورتوں کو جادوگرہ نیاں کہہ کر آگ میں زندہ جلا یا گیا۔ حتیٰ کہ فرانس کو آزادی دلانے والی ہیروئن جون آف آرک کو بھی جادوگرہ فی قرار دے کر فرانس کے حکام، ججوں، پادریوں، یونیورسٹیوں کے پروفیسروں، غرض سب نے مل کر زندہ جلا دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ عرصہ بعد روم کے پوپ نے اس کو ولی اللہ یعنی سینٹ (saint) کے زمرہ میں شامل کر لیا۔ غرض کہ یورپ میں عورتوں پر پہلے بھی ظلم ہوتا تھا اور آج بھی ہو رہا ہے۔

بیویاں اور گروپ سیکس | امریکہ وغیرہ میں قرون وسطیٰ کے یورپ کی مانند بیویوں کی ادلا بدلی (wife swapping) کا پھر سواج ہوتا جا رہا ہے۔ اسے (swinging) بھی کہتے ہیں۔

دہاں کے خاوند اپنی بیویوں کو برابری و مساوات کے نام پر بے وقوف بنا کر اپنی عیاشی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ عورتیں مجبوراً ہی اس کام میں حصہ لیتی ہیں۔ کیونکہ انکار پر ان کو خاوند سے ملحد دھونا پڑتے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں مارٹن ہینٹ کی کتاب چھپی ہے جس کا نام

sexual Behaviour
In The 1970's
ہے (یعنی ۱۹۷۰ء کے دہے میں جنسی رویہ) اس سے اور دیگر کتب و تحقیقات بلکہ خود کنزے کی کتب سے بھی ہماری بات واضح ہو جاتی ہے۔ کنزے نے لکھا ہے کہ مرد تمام دنیا کی عورتوں سے تعلقات پیدا کرنے کا خواہش مند رہتا ہے مگر عورت کی فطرت اس کے خلاف ہے۔ مذکورہ بالا کتاب میں مارٹن ہینٹ (morton hunt) نے ایک لیو (LEO) صاحب کا واقعہ بیان کیا ہے۔ انہیں جب گروپ سکس کا علم ہوا تو وہ ایک ۱۴ سالہ لڑکی کو جسے وہ ڈیٹ کر رہے تھے، اپنے ساتھ "اول بدل کلب" (swap club) میں لے گئے۔ مرد صاحب تو بہت ہی خوش ہوئے، ان کے لیے نوگو یا عید ہو گئی۔ مگر لڑکی اگرچہ ان کے ساتھ جاتی رہی مگر ساتھ ساتھ شکایت بھی شروع کر دی کہ تم میرا استحصال کر رہے ہو۔ آخر کار اس ڈر سے کہ کہیں یہ لڑکی اُسے چھوڑ کر نہ چلی جائے اور اس کا عیش ختم نہ ہو جائے، اس نے اس سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد لڑکی نے سویپ کلب جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ان میں ناچاقی شروع ہو گئی اور آخر کار ڈیڑھ سال بعد علیحدگی ہو گئی..... لیو صاحب کی باقسمتی یہ تھی کہ جس لڑکی کو بھی وہ سویپ کلب لے جاتے وہ آخر کار یہی شکایت کرنے لگتی کہ تم میرا استحصال کر رہے ہو۔ لیو کا کہنا ہے کہ یہ اسی کی خصوصیت نہ تھی بلکہ مبادلہ پسند (swinger) جوڑوں کے تعلقات اس نے خراب ہی پائے۔ لیو نے آخر کار شادی کے خیال کو ترک کر دیا اور ذوقاتی جاری رکھی۔

لیو ہی کہتا ہے کہ ایک شادی شدہ جوڑے نے مجھے گھر پر دعوت دی۔ جب وہ ان کے گھر پہنچا تو:-

Husband said very apologetically, don't take this wrong.

but would you mind if I go up while you are doing it.

میزبان خاوند نے بہت ہی معذرت کے انداز میں کہا کہ تم میری بات کا بُرا نہ ماننا، تم میری بیوی سے شغل کرو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں تم کو سدموہبت (sodomy) کا تختہ مشق بناؤں گا۔

اور لیو صاحب کا کمال ہے کہ انہوں نے اس کو بھی قبول کر دیا ہے۔

ناظرین نے دیکھا کہ یورپین مرد سدومی خواہش پوری کرنے کے لیے اپنی بیوی کی عصمت قیمت میں دیتا ہے۔ پھر وہ اتنا چالاک بھی ہے کہ پستیوں اور لذتوں کو آزادی اور مساوات کا نام دے کر عورت کو بے وقوف بناتا رہتا ہے۔

چمچ اور عورت | مذکورہ بالا طرز عمل سے ہمیں زیادہ حیران اس لیے نہ ہونا چاہیے کہ پال نے جو عیسائیت کا حلیہ بگاڑا تو اس کی بنیاد ہی غلط رکھی۔ برٹریٹڈ رسل لکھتا ہے کہ چمچ پال کے اثر کی وجہ سے اب بھی شادی کو اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں، بلکہ بدکاری کا نعم البدل قرار دیتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چمچ نے عورت کو اساسی گناہ (original sin) کا ذمہ دار ٹھہرایا اور ہمیشہ کے لیے عیسائی دنیا میں اس کو ذلیل اور تمام مصائب کی جڑ قرار دیا ہے۔ مغربی تہذیب اور چمچ نے عورت کو مال مولیشی کے درجہ سے بھی کمتر درجہ میں رکھا ہے۔ چمچ نے دولت کمانے کی خاطر نہ صرف قحبہ گری کو جائز قرار دیا بلکہ اس کی کمائی سے گرجا بھی تعمیر کیے۔ خود پادریوں نے قحبہ خانے چلا کر دولت کمائی اور دوسروں کے قحبہ خانوں پر ٹیکس لگایا اور اس طرح ان کی کمائی سے بھی اپنا حصہ بانٹ لیا۔

بنجمن اور ماسٹرنز..... لکھتے ہیں:-

میونپلٹیوں اور یوپیوں وغیرہ نے رنڈیوں اور قحبہ خانوں پر بھی ٹیکس لگائے اور اس طرح سے کافی آمدنی حاصل کی۔ ایک پوپ کلیمنٹ دوئم نے ان رنڈیوں سے بھی آمدنی حاصل کر لی جو دوسری دنیا میں جا چکی تھیں۔ اس نے ایک قانون شرعی (Bull) بنایا جس کا مدعا یہ تھا کہ جو عورت کسی بھی وقت پیشہ کراچی ہو، مرنے کے بعد اس کی آدھی جائیداد چمچ کو مل جائے گی۔ سپین، پرتگال، جرمنی سوئٹزر لینڈ، فرانس وغیرہم میں قحبہ گری پر ٹیکس لگتا رہا ہے۔ نوٹ کرنے کے قابل یہ بات ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں نورمبرگ میں یہ قاعدہ بھی بنا کہ جو رقم رنڈیوں پر خرچ کی جائے وہ ٹیکس سے

(1) F.P. 47, 49. Sexual behaviour in the 1970's by M. Hunt

(2) P. 106. Marriage and Morals by Bertrand Russell.

مستثنیٰ قرار دی جائے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ زندگیوں سے زیادہ ٹیکس وصول کیا جاسکے۔ اصل بات یہ ہے کہ لبرلپ کا چرچ عورت کو بنیادی طور پر مجرم اور گناہ کی جڑ سمجھتا ہے۔ اس کے نزدیک کائنات کی ہر خرابی کی ذمہ دار عورت ہے۔ رومن کینیٹھولکوں کو چھوڑیے خود پراسٹنٹ مذہب کا بانی مارٹن لوتھر جو نسبتاً زیادہ آزاد خیال سمجھا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خدا نے آدم کو تمام جانداروں کا مالک اور حاکم پیدا کیا تھا مگر حواء نے سب کچھ خراب کر دیا۔ اس کے برعکس اسلام میں نہ تو عیسائی عقیدے کی مانند اساسی گناہ (original sin) کا فلسفہ ہے اور نہ اسلام میں ہر شخص پیدا نشی گنہگار ہوتا ہے۔ جہاں تک حضرت آدم کی اربعین لغزش کا تعلق ہے، قرآن کے نزدیک اس کی ذمہ دار محض حواء تھیں، بلکہ حضرت آدم اور حواء دونوں کا اس میں برابر کا حصہ تھا۔ قرآن کہتا ہے کہ شیطان نے دونوں کو بہکایا۔ خازن لہما الشیطان غرض کہ دونوں برابر کے قصور وار تھے۔

میری لینڈ کالج کے بارٹلٹ بے جیمز Bartlet Burleigh James ph. D قرن سولہ کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ جرائم اور تشدد کی ملک میں کثرت تھی اور ان پر کوئی روک نہ تھی۔ نہ صرف یہ کہ قانون کوئی اثر نہ رکھتا تھا بلکہ عوام کے جذبات بھی ایسے نہ تھے کہ حالات بہتر ہو سکیں۔ فضا اس سے مختلف نہ تھی جو کہ آئر لینڈ میں انیسویں صدی کے شروع میں پائی جاتی تھی۔ اس لاقانونیت کا سب سے زیادہ شکار عورتیں تھیں۔ رات کو انہیں زبردستی اغوا کر لیا جاتا اور عصمت دری کے بعد ان کو زبردستی چرچ لے جایا جاتا۔ جہاں کہ پادری دھکیوں کی وجہ سے مظلوم عورتوں کی آہ و فریاد کے باوجود ان کو اغوا کرنے والوں کے ساتھ شادی کے بندھن میں باندھ دیتا تھا۔ وہ عورتیں

(1) P. 46 The prostitute in society.

by Harry Benjamin M. D & R.E.L. Masters.

(2) Reader's Digest, June 1979.

(G.L. Simons) لکھتا ہے کہ شروع دور کے عیسائی فادر عورت کو دوزخ کا دروازہ کہتے تھے اور

برنارڈ شا سینٹ پال کو عورت کا دائمی دشمن کہا کرتا تھا۔ مزید حوالوں کے لیے دیکھیے۔

(A History of Sex) مصنف (G.L. Simons) صفحات ۸۰، ۸۱، ۸۲ وغیرہ۔

شادی شدہ ہوتیں تو بھی کوئی فرق نہ پڑتا کیونکہ بہت سے لوگوں کے نزدیک یہ ساری کارروائی فریب و ظلم تھی۔ لگان کے جھگڑے آئے دن ہوتے رہتے اور قتل کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ ان تمام جرائم میں غریب لوگ ہی حصہ نہ لیتے تھے..... بلکہ بڑے بڑے اشخاص یا ملوث غنڈوں کے ساتھ ان جرائم میں حصہ لیتے تھے۔

جی۔ آر۔ ٹیلر (G.R. Taylor) لکھتا ہے کہ اگرچہ عیسائیت کے ابتدائی دور میں عورتوں کے کچھ حقوق تھے مگر قرون وسطیٰ میں شادی شدہ عورت کا قانونی وجود ہی ختم کر دیا گیا..... سول قانون میں اس کی اجازت تھی کہ خاوند بیوی کو کوڑوں اور لٹھیوں سے بڑی طرح (violently) مار سکتا تھا۔ خاوند لکڑی کے موٹے ڈنڈے سے مار سکتا تھا مگر بوجہ کی صلاح سے مار کر بے ہوش نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ بیوی کو خاوند کی ملکیت (Property) سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے کسی غیر کی طرف سے اس کی عصمت دری گویا کہ ملکیت کے خلاف جرم تھا۔ ملکہ وکٹوریہ کے عہد کے ابتدائی دور میں خاوند کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا کہ وہ بیوی کے عاشق کے خلاف ہرجانے (damages) کی نالش کرتا۔

جیسا کہ قرون وسطیٰ کے یورپ میں خاوند کو اختیار تھا کہ جب وہ بیوی سے اکتا جاتا تو اس کے گلے میں رسی ڈال کر بازار لے جاتا اور عقیر سی رقم پر بیچ آتا۔ آج بھی مغرب کے خاوند کے تحت الشعور میں وہی نظریہ کام کر رہا ہے اور وہ بیوی کو محض اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔ اور اُسے اپنی ہوس رانی کی بھینٹ چڑھانے میں آسے آج بھی باک نہیں ہے۔ اصل میں عیسائیت کو خراب کرنے والی چیز رومن تہذیب یا مغربی تہذیب تھی۔ روما کا تو یہ حال تھا کہ بقول ہیری بنجمن، ریکارڈ سے

(1) P. 191,192. Woman in all ages and in all countries.
Women of England by B.B. James Ph. D.

(2) PP. 64,65 Sex in history, by G.R. Taylor.

سے قدیم یونان میں بھی خاوند کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی بیوی کو جس طرح چاہے حوالے کر دے۔ قدیم روما

میں بھی عورت کے کوئی حقوق نہ تھے (ص ۱۴۵، ۱۴۶) سیکس ان سٹری مصنف (G.L. Simons)

پتہ چلتا ہے کہ چھ سات سال کے بچے بھی جنسی امراض سے مر جا یا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قحبہ خانوں میں دودھ پیتے بچے بھی داخل کر دیے جاتے تھے۔ جہاں کہ انہیں (felatio) اور اسی قسم کی دوسری حرکات کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ جب روم کے بادشاہ (Domitian) نے دودھ پینے بچوں کو قحبہ گری کے لیے استعمال کرنے پر پابندی لگائی تو اس کی بہت تعریف کی گئی۔ روم کی ملکہ میسالینا (Messalina) اور جولیا وغیرہ مکمل طور پر پیشہ کرتی تھیں اور روم کے بادشاہ نیرو وغیرہم بھی عمل قوم سدوم میں مبتلا تھے بلکہ یہ موضوع الگ توجہ چاہتا ہے کہ یورپ کے مقابلے میں اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔

(باقی)